ZAKIA- RENTING WITH FAMILY

Zakia's husband died when her son Ahmed was seven years old. She wanted to educate her son and started working as a teacher against her family's consent. In 1986, Ahmed was awarded scholarship in Australia; he liked living here and eventually sponsored his mother and wife to join him.

Zakia was not happy with the decision; she didn't want to leave her job and her ancestral home in Pakistan. Upon arrival, Zakia was trying hard to adjust to a completely new world with no interaction with people. In Pakistan, she was an important figure among the women who would come to her for advice. But adjusting with her son's family was an even bigger challenge.

Ahmed was comparatively new to the country and was still going through the transition phase. They were struggling financially to make ends meet. They were renting a two bedroom house that was not enough for a family of five, including Ahmed's two school going children. With the constant financial struggle, Ahmed was not in the position to rent a three bedroom house that would definitely mean an increase in rent and bills.

These adjustment issues would turn into a conflict situation leaving every one frustrated. Ahmed tried to mediate in most of such situations but Zakia could foresee that his son's marital life was at stake. Zakia has started thinking of moving out. Although she has Permanent Residence, due to lack of interaction with people, she is not aware of her rights and entitlements in Australia. She is very confident that she can survive on her own but she needs help to find out where to get help from.

ذکیہ کے شوہر کا انتقال اس وقت ہوا جب اسکا بیٹا احمد سات سال کا تھا ۔ وہ اپنے بیٹے کو تعلیم دلوانا چاہتی تھی چنانچہ اس نے اپنے خاندان والوں کی مرضی کے خلاف ایک استانی کی حیثیت سے کام کرنا شروع کردیا ۔ 1986 میں احمد کو آسٹریلیا میں اسکالرشپ مل گئی ۔ اسے یہاں رہنا اچھا لگا اس لئے اس نے اپنی والدہ اور اہلیہ کو یہاں اپنے ساتھ رہنے کیلئے اسپانسر کردیا ۔

ذکیہ اس فیصلے سے خوش نہیں تھی ، وہ اپنی ملازمت اورپاکستان میں اپنا موروثی گھر نہیں چھوڑنا چاہتی تھی ۔ یہاں آنے کے بعد ذکیہ ایک بالکل نئی دنیا میں مل جل کر رہنے کی شدید کوشش کرتی رہی جہاں اسکا لوگوں سے کوئی باہمی رابطہ نہیں تھا ۔ پاکستان میں وہ ان عورتوں میں ایک اہم شخصیت تھی جو اسکے پاس مشورے کیلئے آتی تھیں ۔ لیکن اپنے بیٹے کے خاندان کے ساتھ رہنا، اس سے بھی بڑا مسئلہ تھا ۔

احمد ملک میں نسبتا نیا تھا اور اب بھی منتقلی کے مرحلے سے گزر رہا تھا ۔ وہ گزر اوقات کیلئے مالی طور پر جدوجہد کر رہے تھے ۔ انہوں نے دو بیڈروم کا گھر کرائے پر لیا ہوا تھا جو پانچ افراد کے کنبے کیلئے ناکافی تھا ، اس میں احمد کے دو اسکول جانے والے بچے بھی شامل تھے ۔ مستقل مالی جدوجہد کے باعث احمد اس حیثیت میں نہیں تھا کہ تین بیڈروم کا گھرکرائے پر لے سکے جس کا مطلب کرائے اور دوسرے اخراجات میں اضافہ ہونا تھا ۔

ان الجھے ہوئے مسائل کی وجہ سے ایک تنازعہ کی صورت پیدا ہو جائیگی جس سے ہر شخص مایوسی کا شکار ہوگا ۔ احمد نے ان حالات میں مصالحت کرانے کی کوشش کی لیکن ذکیہ کو اندازہ تھا کہ اسکے بیٹے کی ازدواجی زندگی داؤ پر لگی ہوئی تھی ۔ ذکیہ نے اس گھر سے نکل جانے کے بارے میں سوچنا شروع کردیا ہے ۔ اگرچہ اسکے پاس مستقل ویزا ہے لیکن باہر لوگوں سے ربط ضبط نہ ہونے کی وجہ سے اسے آسٹریلیا میں اپنے حقوق اوردوسرے استحقاق کا علم نہیں ہے ۔ اسے پورا یقین ہے کہ وہ اپنے طورپرزندہ رہ سکتی ہے لیکن اسے مدد کی ضرورت ہے کہ اسے کہاں سے مدد مل سکتی ہے

PARENTS MISTREATED BY THEIR CHILDREN

A couple well settled, wanted their parents to join them in Melbourne Australia. The Parents knew that their son was in debt and before departing their birth place, they decided to sell their property to help their only son to reduce his debt burden.

The son and the family were very happy to see the parents. The grandchildren were especially delighted. After settling down for few days without any hesitation, the father happily gives their money to their son and said "To help you reduce your debt I have sold the property in India. I have never been in debt and how can I see my son in debt".

The son was so thankful he sincerely touched his dad's feet and hugged him with tears in his eyes. The whole family had a very enjoyable and relaxed few months together- but then the atmosphere changed and cracks started to appear in the family. Both son and daughter in-law started to argue amongst themselves behind closed doors and then in front of their parents. As the parents tried to interfere, they were told to keep out as it is not their business, yet they were the elders and felt it was their right to interfere to smooth things out.

The wife was not happy working all day and coming home to prepare food for the family and told her husband that he should ask his mother to make food in the evening. The son was reluctant to ask. One day mother over heard their argument and offered cook to help to keep peace in the family.

The daughter in law did not like the food that mother cooked and complained a lot. Due to their age, the parents were getting very tired doing house chores but did not complain to anyone. The parents could not go out as they didn't have a car and didn't know how to get around. They had no contact with the outside world. Both mum and dad started to get depressed. During a heart to heart conversation they said "we came here to spend quality time with our children but never thought that we would suffer this way, we can't go back to India, we have no friends, what should we do?". Many thoughts were going through their minds. "We are their parents and not the servants, why are our children are treating us this way".

ایک نو آباد جوڑا اپنے والدین کو آسٹریلیا میں اپنے ساتھ رہنے کیلئے بلانا چاہتا تھا ۔ اسکے والدین کو معلوم تھا کہ انکا بیٹا اپنے وطن چھوڑنے سے قبل مقروض تھا اور انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپی جائیداد بیچ کر اپنے بیٹے کے قرض کا بوجھ کم کردیں ۔

بیٹا اور اسکا خاندان اپنے والدین کو دیکھ کر بے حد خوش تھا ۔ پوتی پوتے خاص طور پر بہت خوش تھے ۔ کچھ دن میں آرام سے گھل مل جانے کے بعد باپ نے اپنے بیٹے کو پیسے دیتے ہوئے کہا کہ ' یہ رقم تمہارا قرض کم کرنے کیلئے ہے ، میں نے ہندوستان میں اپنی جائیداد فروخت کردی ہے ۔ میں خود کبھی قرض میں نہیں رہا تو میں اپنے بیٹے کو کیسے قرض میں دیکھ سکتا ہوں' ۔

بیٹا بہت ہی شکر گزار تھا اور اس نے خلوص سے اپنے والد کے پیر چھوئے اورانکھوں میں آنسوئوں کے ساتھ انہیں گلے لگایا ۔ کچھ مہینے پورا خاندان آرام کے ساتھ ، خوش وخرم رہا — لیکن پھر ماحول بدلنے لگآ اور خاندان میں دراڑیں پڑنا شروع ہوگئیں ۔ پہلے تو بیٹا اور بہو دروازوں کے پیچھے ایک دوسرے سے بحث مباحثہ کرتے اور پھر بعد میں اپنے والدین کے سامنے بھی یہ ہونے لگآ ۔ والدین نے بیچ بچاؤ کرنے کی کوشش کی لیکن انہیں کہا گیا کہ وہ اس سے دور رہیں کیونکہ یہ انکا معاملہ نہیں ہے ، لیکن چونکہ وہ گھر کے بڑے تھے انہوں نے محسوس کیا کہ معاملات سلجھانا انکی ذمہ داری ہے ۔

بیوی اس بات سے خوش نہیں تھی کہ دن بھر کام کرکے واپس آئے اور پھر خاندان بھر کیلئے کھانا بنائے ، اس نے اپنے میاں سے کہا کہ وہ اپنی ماں سے کہے کہ وہ رات کا کھانا بنایا کرے ۔ بیٹا یہ بات کرتے ہوئے ہچکچایا ۔ ایک روز ماں نے ان دونوں کی بحث سن لی اور گھر میں چین کی خاطر کھانا پکانے کی پیشکش کردی ۔

بہو کومیں کا پکایا ہوا کھانا پسند نہیں آیا اور اسنے بڑی شکایت کی ۔ اپنی عمر کی وجہ سے والدین گھر کے کام کاج کی وجہ سے بہت تھک جاتے تھے لیکن انہوں نے کسی سے شکایت نہیں کی ۔ والدین کہیں باہر نہیں جاتے تھے کیونکہ نہ تو انکے پاس کار تھی اور نہ وہ گھومنے پھرنے کے بارے میں کچھ جانتے تھے ۔ باہر کی دنیا سے انکا کوئی تعلق نہیں تھا ۔ ماں اور باپ دونوں مایوس رہنے لگے ۔ دل کی بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "ہم یہاں اپنے بچوں کے ساتھ اچھا وقت گزارنے آئے تھے لیکن کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ ہم اس طرح پھنس جائینگے ، ہم ہندوستان واپس جا نہیں سکتے ، نہ ہمارے کوئی دوست احباب ہیں ، ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟" انکے ذہن میں بے شمار باتیں گھوم رہی تھیں ۔ " ہم انکے والدین ہیں نوکر نہیں ، ہمارے بچے ہم سے ایسا برتاؤ کیوں کر رہے ہیں؟"

Resolution:

One day mum was sick and could not prepare food or clean the house. Seeing her in her bed, the children got very angry but when they realised she was not well, they called the doctor who visited mum at home. Mum and dad were both very happy to see the doctor. The doctor asked them about their life in India and both burst out into tears and told the doctor how unhappy they are here and how they are not allowed to go out or talk to anyone.

As the doctor had experienced many similar cases before, he knew exactly what to do. The parents agreed for the doctor to take appropriate action and they were referred to Home at Last. Home at Last were able to get the couple somewhere to live in a few months. They kept in touch with their son, but the conflict was no longer there. They now live happily in public housing.

حل:

ایک روز ماں بیمار تھی اور کھانا نہیں بناسکیاور نہ گھر صاف کرسکی ۔ اسکو اسکے بستر میں دیکھ کر بچے بہت ناراض ہوئے لیکن جب انہیں پتہ چلا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے تو انہوں نے ڈاکٹر کو گھر بلایا ۔ میں اور باپ دونوں ڈاکٹر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ۔ ڈاکٹر نے ان سے ہندوستان میں انکی زندگی کے بارے میں پوچھا ، ان دونوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے انہوں نے ڈاکٹر کو بتایا کہ وہ یہاں کتنے ناخوش تھے اور کیسے انہیں یہاں نہ تو باہر جانے اور نہ کسی سے بات کرنے کی اجازت ہے ۔ کیونکہ ڈاکٹر اس سے پہلے اسی طرح کے کئی واقعات دیکھ چکا تھا اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا سے ۔ والدین نے ڈاکٹر کو مناسب قدم اٹھانے کی اجازت دیدی اور انہیں ہوم ایٹ لاسٹ کے حوالے کردیا گیا ۔ ہوم ایٹ لاسٹ بالاخر کچھ مہینے میں اس جوڑے کو ایک رہنے کی جگہ فراہم کرسکے ۔ انہوں نے بیٹے سے رابطہ برقرار رکھا لیکن تنازعہ اب ختم ہوچکا تھا ۔ وہ اب عوامی رہائش میں خوشی خوشی رہتے ہیں ۔